مسلمان اور فنِ مصوری

(ایک معروضی مطالعہ)

حمیرا ناز ☆

تہذیبی ارتقاء کو اگر وسیع پیمانے پر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ وقت کی ہر کروٹ میں مصوری کی علامت موجود ہے کیونکہ جب سے انسان کا وجود اس دنیا فانی میں ممکن ہوا ہے اس وقت سے انسان اپنے اظہار وخیال کے لیے مختلف چیزوں کا سہارا لیتا رہا ہے اور واقعات وخیالات کا عکس مختلف طریقوں کے ذریعے پیش کرتا رہا ہے۔ مثلاً خوشی وغم کا اظہار، خوف کا اظہار، جنگوں کے حالات ووا قعات کو تصویر کے ذریعے قید کرتا رہا ہے۔ آگے جاکر اس اظہار وخیال کا طریقہ مستقل ایک فن کی حیثیت اختیار کر گیا جس نے آج کل کے ترقی یافتہ دور میں ایک جدید فن کی حیثیت حاصل کرلی جسے مصوری اور انگریزی زبان میں *Painting* کہا جاتا ہے۔ مصوری، فنونِ لطیفہ کی ایک صنف ہے جس کا شمار اُن فنون میں ہوتا ہے جس سے ملک وقوم کے جمالیاتی ذوق اور رجحانات کا پتہ چلتا ہے اور یہ ایک ایسا تخلیقی عمل بھی ہے جس سے قوموں کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فنِ مصوری ملک اور قوم کی تہذیب وتمدن کو محفوظ کرنے کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

فنِ مصوّری کی ابتدا:

مصوری کے فن کا تعلق انسان کے خیالات اور جذبات سے ہے اور ان جذبات اور خیالات کا اظہار کسی سطح پر رنگوں اور خطوں کے ذریعے سے کرنا مصوری کا مقصد ہے [۱] یہ انسان کی جبلت میں شامل ہے کہ وہ جو محسوس کرتا ہے اس کا اظہار کسی نہ کسی طرح کرنا چاہتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً یہ انسان کی بنیادی حس ہے جب وہ غاروں میں بستا تھا یا سمندر کے کنارے رہتا تھا تو بھی مصوری اس کی زندگی کا حصّہ تھی اور انسان کی تخلیقی اور سماجی ضرورت کو پورا کرتی تھی [۲] اگر ہم مصوری

☆ ڈاکٹر حمیرا ناز، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے صحیح آغاز کا کھوج لگائیں تو ہم اس کے رواج اور دریافت سے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے بلکہ اس کی ترویج کا عہد بھی متعین کرنے سے قاصر ہیں مگر موجودہ تحقیقات اور انکشافات کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ آج سے ہزاروں سال پہلے اس فن کا آغاز ہو چکا تھا۔ انسان ابتداء ہی سے تصویریں بنانے لگا تھا ابھی اسے بولنا بھی نہ آتا تھا کہ اس نے اظہار و خیالات کے لیے اپنے اردگرد کی چیزوں کی نقل اتارنی شروع کر دی اور ان تصویروں میں سے حروفِ تہجی الف، بے، جیم کی ساخت شروع ہوئی۔ پرانی مصوری زبان اور چینی زبان کے حروف تصویری شکلوں میں تھے۔ جب انسان نے غاروں میں رہنا شروع کیا تو غاروں کو تصویروں سے سجانا اور کندہ کرنا شروع کر دیا ۳ اور اس کے لیے دیواروں کو ہموار کرنے کے لیے تیز دھار پتھر استعمال کیے جاتے اور سنگ چقماق کے اوزاروں سے کندہ کاری کا کام کیا جاتا تھا۔ اس طرح مصوری کے ذریعے اپنے ہاتھوں سے مختلف جاندار اور بے جان چیزوں کو تخلیق کرنے لگا۔ جنوبی فرانس اور شمالی فرانس میں ایسے کئی غار کھودے گئے ہیں جن میں حیوانات کی تصویریں دیواروں پر بنی ہوئی نظر آتی ہیں یہ اُس وقت کی تصویریں ہیں جب انسان لوہے کے استعمال سے ناواقف تھا اور محض پتھر سے ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتا تھا ۴ غاروں میں پتھر کے دور کے مصور کی بنائی ہوئی یہ تصاویر پچھلی صدی میں منظر عام پر آئیں۔ ان غاروں میں جو مصوری دریافت ہوئی اس کو قبل از تاریخ مصوری کہا جاتا ہے۔ ان تصاویر کے بنانے کا زمانہ ہزاروں سال پیشتر بتایا جاتا ہے ۵ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہزاروں برس پہلے مصوری کا دیگر مروجہ فنون میں شمار ہوتا تھا۔ ہمیں جہاں جہاں انسانی بستیوں کا وجود ملتا ہے وہاں انسان اور مصوری کا ساتھ نظر آتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرے بدلتے گئے ہمیں ہر بدلتے معاشرے میں انسانی فن کے آثار ملتے ہیں، خصوصاً مصوری کے۔ ۶

مختلف اقوام میں فنِ مصوری کے رجحانات:

اگر مصوری کے متعلق یہ تحقیق کی جائے کہ اس کا آغاز کس ملک سے ہوا اور مشرق و مغرب میں اس کی ایجاد و رواج کا سہرا اولاً کس کے سر ہے اور ممالک عالم کی مختلف تہذیبوں میں کون سی تہذیب سب سے پہلے اس کی علمبردار ہوئی ہے تو ایسے سوالات کا جواب دینا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ یہاں صرف یہی کہنا کافی ہوگا کہ اس کی ابتدا محض مذہبی فرائض کی بناء پر ہوئی ہے، فن کی حیثیت سے نہیں جیسا کہ آج وہ شمار ہوتی ہے ۷ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بعض مذاہب کی تمام تعلیم ہی نقوش اور بت پرستی کے نمونوں میں پنہاں ہے اگر آج وہ مٹ جائیں تو ان کے مذہب کی تمام روایات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ آج بھی بدھ مت، ہندومت، دین زرتشت وغیرہ میں مصوری کو نہ صرف دینی توثیق و جواز حاصل ہے بلکہ یہ تمام مذاہب اپنی تبلیغ و ترویج کے لیے مصوری کو استعمال کرتے ہیں ۸ مستشرقینِ یورپ بھی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ''انسانی تصویر کشی یا شبیہ گری عین فطرتِ بشری ہے۔ آغاز آفرینش سے لے کر آج تک ہر دور میں دنیا کی مختلف قوموں نے اس آرٹ سے دلچسپی لی ہے اور اس کے ذریعے اپنے آباؤ اجداد یا مذہبی مقتداؤں اور پیشواؤں کی یادگار قائم رکھنے کی کوشش کی ہے'' ۹ چنانچہ مصر اور یونان و روم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ تصویریں اور مجسمے زیادہ تر بت پرستی سے عبارت رہے ہیں اور عیسائیت بھی جب قسطنطین کے ہاتھوں رومی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تہذیب وثقافت میں ڈھل گئی تو اس میں بھی بت پرستی کے بہت سارے مظاہر در آئے ۱۰ اب ہم یہاں ذیل میں مختلف اقوام میں فن مصوری سے متعلق جو رجحانات پائے جاتے تھے انہیں الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

یونانی:

یورپ کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ انسانی تصویر کشی یا شبیہ گری کی مذہبی حمایت سب سے پہلے بازنطینی مملکت کے یونانی علاقوں میں ہوئی اور ظاہر ہے کہ ان کے دینی اعتقادات شرک اور بت پرستی پر مبنی تھے۔ جب ان خطوں میں مسیحیت کی تبلیغ شروع ہوئی تو وہاں کے باشندوں نے اس مذہب کو قبول کر لیا لیکن پچھلے مذہب کے گہرے اعتقادات اور رجحانات نئے مذہب کے جوش وخروش سے دب گئے لیکن مکمل طور پر فنا نہیں ہوئے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد انہوں نے غیر شعوری طور پر اپنے پچھلے عقائد کی بعض رسومات وروایات کو اس نئے مذہب پر منطبق کرنا شروع کر دیا اور اسی جذبہ کی رو میں کتاب مقدس (انجیل) کی بہت سی ممنوعات ومتروکات کی تاویل کر کے اپنے نئے مذہب میں داخل کر لیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک بت پرستی اور شبیہ کشی بھی تھی اس کے بڑھنے اور پھیلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس وقت عام طور پر راہب اور دوسرے دینی مقتدا فن تصویر، فن طلاکاری وغیرہ کے ماہر تھے اور وہ اپنے اس مخصوص فن کو خیر باد کہنا نہیں چاہتے تھے ظاہر ہے کہ اسی وجہ سے انھوں نے تصویر کشی اور مجسمہ سازی کی پرزور حمایت کی اور انہی مذہبی مبلغوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ درس دیا کہ ہر مذہبی مقتدا کی روحانی برکت اس کے مرنے کے بعد اس کے نام، اس کے مجسموں، اس کی تصویروں اور اس کے آثار میں باقی رہتی ہیں اور یہ بھی سمجھایا کہ تصاویر اور مجسمے صرف ایک بے جان شے نہیں بلکہ ان مقدس ہستیوں کی روحانیت اور تقدس کے جیتے جاگتے نمونے ہیں اور باطنی فضائل اُن میں موجود رہتے ہیں ۱۱ اس طرح آہستہ آہستہ اہل یونان سنگتراشی یا مجسمہ سازی میں تمام دنیا پر سبقت لے گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تمام تحریک ان کے مذہبی جذبات کی ممنونِ احسان ہے کیونکہ یونانیوں نے جس چیز یا شخص کو مافوق العادت دیکھا اسے قابلِ پرستش تسلیم کر لیا۔ یہ پرستش ان میں اس قدر راسخ ہوگئی کہ مختلف معبودوں کی تمثیل کو گھڑ کر ان کی عبادت شروع کر دی اور ان کی تمام خصوصیات کے مطابق ان کے مختلف نام رکھ دیے۔ چنانچہ محض مذہب کی بناء پر یونانیوں نے اس فن میں تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ اس عہد کے یونانیوں کے مذہب کو جمالیاتی مذہب کے نام سے یاد کرنا بیجا نہ ہوگا جو بالخصوص فنون لطیفہ کے فروغ کا باعث ہوا ۱۲ کہتے ہیں یونان آکر ہی مصوری اور سنگ تراشی کے فن اپنی تکمیل کو پہنچے۔

یونانی مجسمہ سازوں نے پہلی مرتبہ بڑے بڑے سنگی، آزادانہ ایستادہ (*Free Standing*) انسانی مجسمے تخلیق کیے۔

یونانی، مجسمہ سازی میں اس قدر ماہر تھے کہ انھوں نے تشریح الاعضا (*Anatomy*) پر عبور حاصل کر لیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ یونانی مجسموں کے رگ پٹھے اتنے صحیح ہوتے تھے کہ ان سے طب کی تعلیم میں مدد لی جا سکتی تھی اور وہ فاصلے کے تناسب سے چیزوں کو چھوٹا کرنا یا بڑا کرنا جان گئے تھے لیکن وہ تناظر (*Perspective*) سے ناواقف رہے۔ ۱۳

جہاں تک یونانی مصوری کا تعلق ہے قدیم یونان میں سنگتراشی کی طرح یونانی مصوری زیادہ تر رومی (بازنطینی) نقش

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ونگار سے مشابہہ تھی ۱۴ امتدادِ زمانہ سے ہمارے پاس یونانی مصوری کا کوئی نمونہ نہیں۔ البتہ پومپیائی کے کھنڈروں کی کھدائی سے شہر کے کچھ مکانوں میں دیواروں پر جو تصویریں بنی ہوئی ملی ہیں۔ ان سے کچھ کچھ رومی مصوری کی صوری خصوصیات کا علم ہوتا ہے۔ جو دراصل قدیم یونانی مصوری ہی پر مبنی تھی۔ ۱۵

رومی و بازنطینی:

بازنطینی فن سے مقصود رومی فن ہے۔ مشرقی رومی سلطنت کے مصور دنیا بھر میں اپنے اس فن کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے ۱۶ بازنطینیوں کی جو ابتدائی مصوری ہے، وہ مذہبی عقائد کی بناء پر شروع ہوئی اور عیسائیت کے عروج نے اسے ایک نئی روح اور ایک نیا مقصد عطا کیا تھا ۱۷ ابتدا میں عیسائی ایک معتوب گروہ کی شکل میں تھے۔ جنہوں نے خفیہ رابطوں کے لیے اشاروں کی ایک زبان بنائی تھی۔ تبدیلی اس وقت آئی جب قسطنطین اعظم (*Constantine the great*) روم کا بادشاہ بنا اور اس نے عیسائیت کو خاص سرپرستی فراہم کی۔ عیسائی آرٹ پر اس کے بہت دوررس اثرات پڑے اس نے اپنے دورِ حکومت میں اقتدار کو ایک دوسرے دارالحکومت منتقل کردیا۔ یہ بازنطیہ (*Byzantium*) کے مقام پر بنا۔ یہ شاندار شہر رومی ریاست کی نئی بنیاد اور عیسائیت کا آئینہ دار تھا ۱۸ قسطنطین کی مناسبت سے یہ ۴۷۶ء میں مغربی رومی سلطنت کے زوال کے بعد "قسطنطنیہ" مشرقی بازنطینی سلطنت کے آرٹ کا مرکز بن گیا اور مصوری کا اسلوب "بازنطینی اسلوب" کے نام سے نمائندگی کرنے لگا ۱۹ بازنطیہ کا آرٹ سب سے پہلے تو مذہبی آرٹ تھا۔ اس کے علاوہ یہ آرٹ سنجیدہ، دنیاداری سے دور اور قدامت پرست تھا۔ اس سے متعلق مصوروں نے دیواری تصاویر (*Panel Painting*) فریسکوز (*Frescoes*) مخطوطات کی جلاکاری (*Manuscript illuminations*) ہاتھی دانت، رنگ وروغن کا کام، زیورات سازی اور عمدہ معیار کے دھاتی فن پارے تخلیق کیے تھے۔ بازنطینی آرٹ کو کلیساؤں کی موزائک آرائش کے سلسلہ میں بہترین اور اپنی طرز کا منفرد آرٹ سمجھا جاتا تھا۔ ۲۰

مصری:

مصر کی تہذیب دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے مصر کی تہذیب میں فرعون کی ذات سے وابستہ جو بھی معاشرہ تشکیل دیا گیا تھا اُس میں مصوری کا بہت اہم کردار تھا۔ آج ہم اس معاشرے کی اقدار اور اس کے اطوار کو مصوری اور فنِ تعمیر کے بغیر نہیں سمجھ سکتے۔ قدیم مصر میں مذہبی رسوم ورواج، زندگی میں گہرا عمل دخل رکھتے تھے۔ مذہب نے آرٹ پر بھی اپنے اثرات چھوڑے ہیں۔ ایسی اشیاء جو دولت مند مصریوں کے ذوق کی آئینہ دار ہیں مقبروں سے ملی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصری تہذیب اور اس کے بارے میں معلومات کا دارومدار مقبروں اور ان سے متعلق اشیاء پر ہے۔ اس کے علاوہ زیورات اور شیشے کی آرائشی وزیبائشی اشیاء، ظروف اور فرنیچر جبکہ دیواری تصاویر سے مصری طرزِ زندگی کے بارے میں کافی معلومات مہیا ہوتی ہیں۔ ان میں اکثر ماہی گیری، شکار، فصلوں کی کٹائی اور کھانوں کی تیاری کے مناظر پیش کیے گئے ہیں۔ یہ بات کافی حد تک درست ہے کہ اولین مصری مصوروں نے قبل از تاریخ کی چٹانی تصویروں سے اثر قبول کیا اور اسے آگے ہی آگے بڑھاتے رہے۔ لیکن اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ انھوں نے فنِ مصوری کو اپنی طرف سے کچھ دیا ہی نہ ہو۔ اس میں جدت طرازیاں کرنے سے قاصر رہ گئے ہوں بلکہ انھوں نے نہ صرف مصوری کو بہت کچھ دیا بلکہ اس میں نئی راہیں بھی نکالیں۔ ۲۱

مصر میں بھی سنگتراشی رائج تھی۔ سنگ تراشی کے ذریعے بنائی گئی پیکری تصاویر (Sculpted Portraits) اصل کے برابر (Life Size) فن پارے ہیں۔ جو پتھر کے بلاکوں کو تراش کر بنائے گئے ہیں۔ مصری مصوروں اور مجسمہ سازوں نے بے شمار تصاویر اور مجسمے تخلیق کیے۔ ان کی سب سے بڑی اختراع فنِ تعمیر میں پتھر کا استعمال تھا۔ مثلاً عظیم مجسمہ ابوالہول جو غزہ کے علاقے میں واقع خفرا (Khafra) ہرم کے قریب چٹان کو تراش کر بنایا گیا ہے۔ ۲۲

چینی اور وسط ایشیائی:

دنیا کی بڑی تہذیبوں میں سے ایک تہذیب دریائے زرد (Yellow River) کے کنارے پروان چڑھی۔ وہ چینی تہذیب تھی۔ چینیوں کو شبیہ گری اور خصوصاً مصوری سے بے حد لگاؤ تھا وہ اس آرٹ کو اپنے مذہب میں داخل کر چکے تھے اور ان کے ملک میں اس فن کے بے شمار نمونے موجود تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ دوسرے ممالک کے طرز مصوری میں دلچسپی لیتے تھے۔ چنانچہ نویں صدی عیسوی میں رسول اکرم ﷺ کی تصویر دنیا میں سب سے پہلے چینیوں کے یہاں دیکھی گئی۔ اب تک رسول اللہ ﷺ کی جتنی تصویریں پائی جاتی ہیں اُن میں اکثر و بیشتر کے متعلق یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ ان کے بنانے والے یقیناً نسطوری فرقہ کے مسیحی ہوں گے جو ساتویں صدی عیسوی میں کافی تعداد میں چین میں موجود تھے۔ ۲۳

چینی مصوری کے حوالے سے ماہرین صنائع چین کا خیال ہے کہ چینی مصوری کے ماخذ چینی رسم الخط کے ساتھ ہی ملے ہوئے ہیں جو دراصل تصاویر و نقوش سے اخذ کیے گئے ہیں۔ یعنی قدیم نقوش کی شکل اختیار کر لی ہے۔ باوجودیکہ اس کے بہت قدیم سے نشان ملتے ہیں مگر صحیح معنوں میں قدیم چینی مصوری کے ضمن میں ختن کے انکشافاتِ دیواری مصوری قدیم بدھ مذہب نے بہت مدد کی ہے۔ ۲۴

ختن کے متعلق بھی قدیم حالات مشہور بدھ مذہب کے چینی سیاح فاہین کی اپنی تحریر میں ملتے ہیں جو (۳۹۹ء۔ ۴۱۴ء) براستہ ختن کا سفر کر کے ہندوستان میں داخل ہوا اور مگدھ کا سفر کر کے براستہ لنکا اپنے ملک کو روانہ ہوا اور یہی وہ راستہ تھا جس سے بدھ مذہب نے چین تک رسائی حاصل کی۔ ۲۵ اس طرح بدھ مت ہندوستان کے راستے چین پہنچا۔ آثارِ ختن سے قدیم فن بلادِ ترکستان پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔ ان میں بدھ مت کی مکمل سرگزشت معہ رسومات واعتقادات کے رنگین نقوش میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ۲۶

ایرانی:

ایرانی مصوری کا تعلق بنیادی طور پر ہمیشہ ہی سے کتابی مصوری (Miniature Painting) سے رہا ہے۔ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ساسانی خاندان کے عہد میں مصور کتابیں موجود تھیں لیکن اب کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جس سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہم یہ اندازہ کر سکیں کہ ان تصاویر کی وضع قطع اور ان کا انداز و اسلوب کیا تھا۔ ۲۷؎ مانی مذہب نے بھی ایرانیوں کے ذہنوں پر ایک عرصہ تک اپنا تسلط قائم رکھا تھا۔ مانی فرقہ کے لوگ اپنے مذہب کی مقدس کتابوں کو مطلا کرنے اور ان کو تصاویر سے مزین کرنے میں بڑا اہتمام کرتے تھے۔ ۲۸؎ مانویوں کی کتابی مصوری کے بعض نمونے وسط ایشیا میں دستیاب ہوئے ہیں جہاں وہ ایران سے جلا وطن ہو کر آباد ہو گئے تھے۔ بعد کے ایرانی ادب میں خود مانی (۲۱۶ء تا ۲۷۶ء) کے کمالِ فن کے ذکر کے علاوہ بہت سے ایسے حوالے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے مذہب میں اس فن پر کتنا زور دیا تھا۔ ۲۹؎ مانوی آرٹ فنی اعتبار سے بہت بلند درجہ کو پہنچ چکا تھا۔ بنابریں ایرانی مصوری پر اس کا بہت گہرا اثر پڑا۔ ۳۰؎

ہندوستانی:

قدیم ہندوستان کا تمدن دنیا کے قدیم ترین نمونوں کی سب سے اگلی صف میں ہے جو اس کی دیرینہ عظمت اور شان و شکوہ کا مکمل ثبوت ہے۔ عہدِ قدیم کی جو اشیاء اور یادگاریں آج برآمد ہو رہی ہیں وہ اُس زمانے کے لوگوں کی صرف تاریخ ہی کا پتہ نہیں دے رہی ہیں بلکہ اُن فن کارانہ صلاحیتوں کی تکمیل شدہ ہونے پر مہر تصدیق بھی ثبت کر رہی ہیں۔ قدیم ہند کے تمام فنونِ لطیفہ کے پسِ پشت اُس عہد کے باشندوں کے مذہبی تصورات اور اعتقادات ہیں جن کا نمایاں اثر ہم قدیم اور جدید دونوں ہی ہندوستانی فنون میں دیکھتے ہیں۔ مصوری، موسیقی، سنگ تراشی وغیرہ پر ان تصورات اور اعتقادات کا گہرا اثر موجود ہے۔ لہٰذا ہندوستانی فن کے پسِ پشت یہی عقیدے کارفرما ہیں جن کی نوعیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے مذہبی ماحول میں فن جس قدر بھی ترقی کرتا وہ کم تھا۔ کیونکہ اسی کو اس دور کے انسان نے اپنی نجات کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا تھا۔ بدھ مذہب کے رواج پانے کے بعد سے فنِ سنگ تراشی نے جو کچھ حیرت انگیز ترقی کی اس کا اندازہ ہندوستانی فنِ تعمیر سے ہو سکتا ہے۔ ۳۱؎ گوتم بدھ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے مرنے کے تقریباً تین صدی بعد اس کے پیروؤں نے صرف یاد تازہ رکھنے کے لیے اس کی ایک شبیہ بنائی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ اس طرح آہستہ آہستہ ایک مرے ہوئے معلّم کا احترام بتدریج ایک ابدی نجات دہندہ کی پرستش میں تبدیل ہو گیا۔ ۳۲؎

ونسنٹ اے اسمتھ لکھتے ہیں کہ:

> ”گوتم بدھ کے قدیم پیروکاروں نے جو اپنے مذہبی اصول پتھروں اور چٹانوں پر کندہ کرتے تھے کبھی اپنے متوفی آقا کی شبیہ بنانے کی جرات نہیں کی۔ جب کبھی وہ کسی خاص موقع پر اس (کی روحانی) موجودگی ظاہر کرنا چاہتے تھے تو خالی جگہ یا قدم کے نشان یا کسی اور اشارے اور کنائے سے کام لیتے تھے لیکن کوشان راجاؤں کے دور میں بدھ مت کے پیروؤں نے گوتم بدھ کی پچھلی زندگی اور آخری زمانہ کے تمام واقعات و واردات کی تصویر بنانی شروع کر دی۔ اس کے بعد سے بدھوں کی فنِ سنگ تراشی میں گوتم بدھ کی مختلف ہیئت و شکل کی مورت ایک جزو لاینفک بن گئی۔ ۳۳؎ اور اس طرح گوتم بدھ کی شخصیت کی تصویر اور مورت بنانا بہت زیادہ عام ہو گیا اور یہی جذبہ

ہندوستانی سنگ تراشی اور مصوری کا سنگِ بنیاد بن گیا۳۴ ہندوستانی مصوری، ہندوستانی سنگ تراشی کے مقابلے میں بہت غریب ہے۔ ہندوستان میں مٹی اور پتھر سے مورتیں بنانا ایک مدتِ نامعلوم سے جاری ہے اور اسی غیر معلوم مدت سے اب تک سنگ تراشی میں ایک نہایت گہرا تسلسل پایا جاتا ہے۔ لیکن مصوری میں یہ گہرا تسلسل مفقود ہے۔ جس کی متعدد مقامی وجوہ ہوسکتی ہیں ایک تو یہ کہ اُس زمانے کے لوگوں کے پاس مصوری کا ساز وسامان اس قدر عام نہ تھا جس قدر سنگ تراشی کا تھا۔ پھر دوسرے سنگ تراشی کی طرف راغب ہونے کی ایک وجہ اُن کا مذہب بھی تھا۔ دیوتاؤں کی شکل مورتوں میں آسانی سے ڈھالی جاسکتی تھی اور اس کے دوش بدوش یہی مورت اُن لوگوں کو ہموار سطح پر بنی ہوئی تصویر کے مقابلے میں اُن کی عبادت کے سلسلے میں زیادہ مطمئن بھی رکھ سکتی تھی۔ کیونکہ اس میں لمبائی، چوڑائی کے علاوہ موٹائی بھی ہوسکتی ہے اور اس میں انسانی شکل کی شباہت بھی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اصنام تراشی کے فن کی بابت یہ کہا گیا ہے کہ یہ حقیقت سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے بہ نسبت مصوری کے، جس کی سطح ہموار ہوتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ قدیم ہندوستان میں مصوری سراسر مفقود تھی بلکہ اس وقت کے قدیم ہندوستان میں خیالات کے اظہار کا ایک محبوب ترین ذریعہ تھی۔‘‘ ۳۵

اُس زمانے کے ادب اور تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فن جمالیاتی اور تکنیکی نقطہ نظر سے اپنے عروج پر تھا۔ مصوروں کو شاہی سرپرستی اور خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ انہیں شاہی محلات اور مندروں کی دیواروں کو مصوّر اور مزین کرنے کا کام سونپا جاتا تھا۔ خصوصاً شہزادوں، امراء اور ممتاز شہریوں کو فنِ مصوری کا مطالعہ کرنا ضروری تصور کیا جاتا تھا۔ ہر شہر اور قصبے میں خاص موقعوں اور تہواروں پر گھر کے باہر کی دیواروں اور سڑکوں پر خوبصورت تصاویر لٹکا کر ماحول کو خوبصورت ترین بنادیا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی سازگار فضا میں اُس فن نے خوب ترقی کی ہوگی اور یہ قیاس لگایا جاتا ہے کہ کافی تعداد میں تصاویر بنائی گئی ہوں گی مگر زمانے کے نشیب وفراز نے انہیں برباد کرڈالا اور اب بہت کم نشانات باقی رہ گئے ہیں۔۳۶ بدھ مت کے ابتدائی زمانے میں جس وقت گپت خاندان ہندوستان پر حکومت کررہا تھا فنِ مصوری میں جو ترقی اور پرورش ہوئی وہ اجنتا کے غاروں کو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے اس طرح اجنتا کے شاہ کار آنے والے مصوروں کے لیے مصوری کے نئے دروازے کھولتے ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اجنتا کے غاروں کی تصویریں ہندوستانی فنِ مصوری کی سب سے پہلی چیزیں ہیں۔ بلکہ درحقیقت ہندوستان میں فنِ مصوری کا آغاز ان سے پیشتر ہی ہوچکا تھا۔۳۷

عرب بعثتِ محمدی سے قبل:

اگر ہم اسلام سے پہلے کے عرب معاشرے پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ عربوں میں قدیم زمانہ ہی سے تقریباً تمام فنون ۳۸ مذہبی طور پر ادا کیے جاتے تھے۔ وہاں ابھی تک ایسے دیواری نقوش ملتے ہیں جو قدیم عرب باشندوں کے اعتقادات، عادات اور دیگر واقعات کو پیش کرتے ہیں۔ ان عربوں کی فنونِ لطیفہ سے جو اغراض وابستہ تھیں وہ محض مذہبی تھی ۳۹ دیوی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیوتاؤں کی عقیدت نے ہی ان لوگوں کو مجسمہ سازی اور مصوری کی طرف مائل کردیا تھا اور یہ فنون مظاہر پرستی کے زیرسایہ پروان چڑھتے رہے۔ دیوی دیوتاؤں کے ساتھ بعض چرند پرند اور درختوں کو بھی تقدس کا جامہ پہنا دیا گیا۔ ۴۰

صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان سے لے کر ایران، مصر، یونان و روم تک ہر جگہ دیوی دیوتاؤں کا راج تھا اور دلوں میں انہی کی عقیدت تھی۔ اصنام تراشی اعلیٰ عبادت و فن میں شمار ہوتے تھے۔ فنونِ لطیفہ جذبات کو برانگیختہ کرنے والے تھے۔ اُس وقت بازنطینی فنونِ لطیفہ نے تمام دنیا پر تسلط قائم کر رکھا تھا عوام اندھا دھند اس کے مطیع ہو رہے تھے۔ ۴۱ چونکہ عربوں کے ان کے ساتھ قدیم زمانہ سے ہی تجارتی تعلقات تھے۔ لہٰذا ان فنون کا اثر عربوں پر بھی پڑا۔ اس لیے اصنام تراشی نے ایک مذہب کی حیثیت اختیار کرلی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کعبۃ اللہ ۳۶۰ بتوں سے معمور تھا۔ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ، عیسیٰؑ اور مریم کی رنگین تصاویر تھیں۔ اس کے علاوہ مختلف قبائل کے مختلف اصنام مختلف مقام پر تھے۔ جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ لات وعزیٰ وھبل جو مشہور بت تھے۔ درحقیقت اپنی قوم کے مقتداء تھے ان کے مرنے کے بعد مقتدین نے تصویروں کے ذریعے ان کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی کوشش کی اور پھر تعظیم میں اتنے آگے بڑھے کہ عبادت تک پہنچ گئے۔ ۴۲

فتح مکہ کے موقعہ پر ان بتوں کو توڑ دیا گیا اور ان کی بیع وشراء کو حرام قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر خطبہ بھی دیا۔ بعض بعض موقعوں پر علمبردارانِ اسلام کو بعض قبائل کے اصنام شکنی کے لیے بھیجا گیا ۴۳ بت شکنی کے ساتھ ساتھ ان کو لہو لہب، فسق وفجور جو ان کے ہاں فنونِ لطیفہ میں شمار ہوتے تھے اور جن سے جذبات مشتعل ہوتے تھے، یکلخت ان کا قلع قمع کردیا گیا۔ بلکہ ان کو حرام وواجب الشرک گردانا گیا ۴۴ اسلام نے قبائل کی تمام روایات کو ایک ایسے عقیدے سے منسلک کردیا اور ایسے طریق زندگی کی طرف مائل کیا جو ان کے لیے بالکل بیگانہ تھا۔ یعنی تمدنِ عرب، قبل بعثت رسول اللہ ﷺ اور بعد بعثت بالکل متضاد تھا ان میں کوئی مماثلت قائم نہیں ہوسکتی۔ وہ فنون جو متمیز اسلامی فنون کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں سب کے سب فتوحاتِ اسلامیہ کی پیداوار ہیں ۴۵ جیسے خطاطی (کیلی گرافی) تذھیب (ملمع کاری) اور میناتوری میں مسلمانوں نے غیر معمولی کمال دکھایا ۴۶ ان کو دراصل غایتِ مذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ وہ محض ایسے اسلامی ماحول میں مسلمانوں کی منفرد طبع کی وجہ سے پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے ماحول میں رہ کر خاص متمیز صورت اختیار کی جو اسلامی کہلائی۔ ۴۷

اسلام میں مصوری کا آغاز:

اگرچہ اسلام نے مسلمانوں کو ہر طرح کی بت پرستی سے دور رکھنے کے لیے مجسمہ سازی اور جانداروں کی تصویر کشی سے روکا ہے تاہم اسلام میں تصویر کی حرمت یا ناپسندیدگی کے باوجود مسلمانوں کے ہاں نہ صرف اس فن کا رواج ہوا بلکہ مسلمانوں کی فنِ مصوری سے دلچسپی کے نتیجہ میں اس کا ایک دلکش ذخیرہ بھی جمع ہوگیا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جو ملحوظِ نظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ مذہب کا حکم اور اس کی ممانعت ایک علیحدہ چیز ہے اور اس کی اطاعت یا اس پر عمل درآمد دوسری شے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو آج دنیا میں اخلاقی اور معاشرتی شر کا وجود ہی نہ ہوتا کیونکہ تقریباً تمام مذاہب کے بنیادی قوانین جن کا تعلق معاشرت اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اخلاق سے ہے، کم وبیش خیر ہی پر مبنی ہوتے ہیں مثلاً اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ غیبت، دشمنی، قمار باری، زنا یا حرام کاری ہر مذہب میں منع ہے لیکن کیا آج ایسی کوئی سوسائٹی ہے جس کے مذہب کے تمام بنیادی اصول موجود ہونے کے باوجود یہ شر موجود نہ ہو۔ یہاں صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول کو تھامے رہے اس وقت تک اُن میں یہ لعنت پیدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ خلافتِ راشدہ کے اخیر دور تک اسلامی دور میں مصوری (یعنی انسانی تصویر کشی) کہیں نظر نہیں آتی۔ ۴۸ مسلمانوں میں ذی روح کی تصویر کشی کا آغاز اس وقت ہوا جب مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں سادگی اور دین پرستی کی جگہ عیش وعشرت اور تکلفات نے لے لی اور مذہبی معاملات میں تساہل اور بے توجہی پیدا ہوگئی۔ خصوصاً جب سے خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباس نے اسلام میں ملوکیت کی شان وشوکت کو راہ دی۔ ۴۹

حضرت امیر معاویہؓ کے دور تک ہمیں اس قسم کی کوئی ناجائز تصویر کا نمونہ نہیں ملتا لیکن اس کے بعد جب خلفائے بنی امیہ عیش وعشرت میں پڑ گئے اور مذہب سے تساہل برتا جانے لگا تو اس وقت سے ہم کو اس قسم کی تصویروں کی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً ابن زیاد گورنر کوفہ کے رہائشی مکان کی دیواروں پر جانوروں کے نقوش، شکار کھیلنے کے مناظر اور رقاصوں کی تصویریں نظر آتی ہیں پھر اموی فرمانرواؤں کے دور میں بھی مصوری کے نمونے اُن چھوٹے قصروں (محلات) میں بھی ملتے ہیں جو انھوں نے اپنے لیے صحرا کے کنارے تعمیر کرائے تھے۔ ۵۰ ان میں ایک قصر عامرہ جو ولید نے ۷۱۲ء میں تعمیر کروایا تھا۔ یہاں کی تصویر میں خلیفہ کو بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے جس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی مذہبی اجتماع نہیں بلکہ بادشاہ کے دربار کا ایک منظر ہے۔ ۵۱ دوسرا قصر خربت المفجر کا ہے جس میں تصاویر موجود ہیں۔ اسے اموی خلیفہ ہشام کے جانشین الولید سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ۵۲ پھر خلفائے عباسیہ کے دور میں سرمن رای محلوں کی تصاویر اسلامی تاریخ میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں اور بالآخر آلِ سلجوق، سامانیوں، تاتاریوں اور تیموریوں کے دور اس آرٹ کے نمونوں کا ایک ذخیرہ پیش کرتے ہیں۔ ۵۳ اس عہد کے آرٹ کے دو بڑے سرچشمے تھے ایک مشرقی مسیحی اور دوسرا ساسانی مگر مسلمانوں نے ان کے علاوہ قبطی، یونانی اور چینی فنون سے بھی استفادہ کیا اور ان سب کے امتزاج سے نئے نئے نقش ونگار مرتب کیے جن کا گذشتہ فنون کے ساتھ محض دُور کا ایک تعلق رہ گیا ۵۴ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان مفتوح قوموں میں سے کس قوم کے مذہب اور تمدن نے مسلمانوں کے کلچر پر زیادہ گہرا اثر ڈالا۔ خصوصاً آرٹ کے شعبوں میں۔

جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں اس بات کا تذکرہ کیا جاچکا ہے کہ خلفائے بنی امیہ کے دور سے ہمیں اسلامی مصوری کے اولین نمونہ ملتے ہیں۔ اُس وقت دمشق خلفائے بنو امیہ کا دار الخلافہ تھا۔ یہاں بازنطینی مسیحیوں نے مسلمانوں کی معاشرت پر تھوڑا بہت اثر ڈالا لیکن خلفائے بنو عباسی کے دور میں نسطوری اور یعقوبی فرقوں کے مسیحیوں نے مسلمانوں کے شعبہ فنِ مصوری اور فنِ تعمیر پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ ۵۵

دسویں صدی عیسوی میں صرف بغداد میں جو عباسیوں کا پایہ تخت تھا، پچاس ہزار مسیحی آباد تھے اور قرب وجوار کے شہروں میں بھی ان کی تعداد اسی طرح نمایاں تھی اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کی حکومت میں بلند اور عالی عہدوں پر بھی فائز

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھے۔ خود خلیفہ ہارون رشید کا خاندانی معالج نسطوری فرقہ کا ایک مشہور مسیحی تھا۔ خلیفہ کا دوسرا معالج بھی ایک مسیحی تھا۔ غرض ان مسیحیوں کے اثرات تھے کہ خلفائے بنی عباس کے دور میں فنِ مصوری اور فنِ تعمیر پر ان کے گہرے اثرات ثبت ہوگئے۔ چنانچہ سرمن رای کی دیواروں کی روغنی اور رنگین تصویریں انھیں مسیحیوں کی فن کاری کا نمونہ ہیں۔ صرف ان کے طرز ہی سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی ہے بلکہ ان تصاویر پر ان مسیحی مصوروں کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ اسی طرح کلیلہ دمنہ اور مقاماتِ حریری میں بھی جو توضیحی اور مثالی تصویریں ہیں اور جو اس دور کی نمایاں یادگار سمجھی جاتی ہیں وہ انھیں مسیحیوں کی فن کارانہ جنبشوں کا نتیجہ ہے۔ ۵۶

اس کے بعد دوسرا عنصر جو مسلمانوں کے فنِ تعمیر اور فنِ مصوری پر اثر انداز ہوا وہ عراق عرب کا عنصر ہے۔ اس خطے میں حران ایک قدیم شہر تھا۔ اس میں بہت سے یونانی آباد تھے اور وہاں ان کے تمدنی مراکز بھی قائم تھے نیز وہاں یونانی اصنام پرستوں کا ایک بہت بڑا صنم خانہ بھی تھا۔ یہ اسکول مستشرقین یورپ کے یہاں میسوپوٹامین (*Mesopotamian*) اسکول کے نام سے موسوم ہے۔ نقادانِ فن کا خیال ہے کہ اسلامی مصوری پر اس اسکول نے بھی بہت گہرا اثر ڈالا۔ ہارون الرشید نے جب یونانی علوم وفنون کی کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا حکم دیا تھا تو اسی اسکول کے علماء نے اس علمی کام کو انجام دیا تھا۔ ان کے پاس مصوری کا بھی ایک بہت دلکش ذخیرہ موجود تھا۔ ۵۷

اس کے بعد تیسرا اسکول جو مسلمانوں کے آرٹ پر اثر انداز ہوا ہے وہ مانوی (*Manichean*) اسکول ہے۔ دینِ مانی میں تصویروں کی پرستش ہوتی تھی اس مذہب کے پیرو نہ صرف مشرق وسطیٰ میں آباد تھے بلکہ شمالی افریقہ کے ساحلی علاقوں اور جنوبی یورپ کی حدود تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسلام نے ان کے خلاف زبردست جہاد کیا اور ان کے پیروؤں کو یا تو قتل کردیا گیا یا انھیں اپنے حدود مملکت سے خارج کردیا۔ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ نے اس مذہب کے پیروؤں کے خلاف بڑا سخت جہاد کیا اور بے شمار مانویوں کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ ان کی ایک بڑی تعداد خراسان میں جاکر پناہ گزیں ہوئی۔ مانوی آرٹ فنی اعتبار سے بہت بلند درجہ کو پہنچ چکا تھا۔ جس کی بناء پر ایرانی مصوری پر اس کا بہت گہرا اثر پڑا۔ ۵۸

چوتھا عنصر جس کے اثرات مسلمانوں کے فنِ مصوری پر پڑے وہ ساسانیوں کا ہے۔ اگرچہ ان کے پاس آرٹ کا کوئی بہت بڑا اہم ذخیرہ موجود نہیں تھا لیکن پھر بھی فنِ مصوری اور فنِ تعمیر دونوں کے نمونے موجود تھے۔ مجوسیوں کے پاس اپنے آباد اجداد اور بادشاہوں کی تصویریں بھی موجود تھیں اور اکثر مورخوں نے ساسانی حکومت کے تباہ ہونے سے پہلے کے واقعات میں لکھا ہے کہ ان کے یہاں اس آرٹ کا رواج تھا۔ دسویں صدی کے وسط میں ابواسحٰق الفارسی (جغرافیہ داں) لکھتا ہے کہ: اس نے شہر کے قلعہ میں بہت سی ایسی قلمی کتابیں دیکھیں جن میں مثالی اور توضیحی تصویریں موجود تھیں اور ساسانیوں کے اگلے بادشاہوں کی تصویریں تھیں۔ فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب فتح ایران کے بعد ساسانیوں کے محل میں داخل ہوئے تھے تو انھوں نے ان کی دیواروں پر انسانوں اور جانوروں کی تصویریں دیکھی تھیں۔ ۵۹ چنانچہ فتح ایران کے بعد اس آرٹ کے اثرات مسلمانوں کی فنِ مصوری اور فنِ تعمیرات پر پڑے۔

سب سے آخری عنصر چینیوں کا ہے اس عنصر نے مسلمانوں کے آرٹ پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ چین کے ساتھ عربوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے تعلقات رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی سے قائم ہو چکے تھے اور چینی جہاز عموماً خلیج فارس کی بندرگاہ سراف میں مال لے کر آتے تھے، جہاں سے بصرہ، عمان اور دیگر بندرگاہوں کے لیے مال کا مبادلہ کیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ تیسری صدی ہجری تک برابر جاری رہا۔ اس طرح عربوں میں کئی چینی اشیاء کا استعمال رائج ہو گیا۔ خصوصیت سے چینی برتنوں کا استعمال زیادہ نظر آتا ہے۔ کاغذ بنانے کا فن بھی عربوں نے چینیوں سے ہی سیکھا۔۶۰

تاہم یہ یقین سے نہیں بتایا جاسکتا کہ مسلمانوں کو چینی مصوری کا کب علم ہوا مگر یہ حقیقت ہے کہ سامانی شہزادے نصر بن احمد کے لیے رودکی کے کلام کو ایک چینی مصور نے تصاویر سے مزین کیا تھا لیکن یہ مخطوطہ آج موجود نہیں ہے مگر اس کے بعد سے اکثر ایسے اسلامی مخطوطات موجود ہیں جن میں خاص طور پر فنی و تاریخی اور ادبی کتابیں شامل ہیں مثلاً **مقامات حریری**، **کلیلہ دمنہ**، **جامع التواریخ** اور طب کی متعدد کتابیں۔ ان میں اگرچہ یونانی روایات بھی نمایاں ہیں تاہم ان میں سے اکثر کو چینی روایات کے مطابق مصور کیا گیا ہے اور یہ سب کچھ وسط ایشیا میں ہوا۔ ان میں اکثر چینی فنی اصطلاحات بھی رائج تھیں۔۶۱

منصور بن اسمٰعیل ثعالبی (م ۴۲۹ھ) چینی مصوروں کے کام کی خوب تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: وہ اتنی صفائی کے ساتھ جیتی جاگتی تصویریں بناتے ہیں کہ ان پر نگاہ ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تصویریں گویا زندہ ہیں اور سانس لے رہی ہیں۔۶۲ ثعالبی کے یہ تاثرات چینی مغول حملے سے قبل کے ہیں کیونکہ ان کے ہاں مصوری خود اپنا ایک مقام پیدا کر چکی تھی مگر نظامی گنجوی نے **سکندر نامہ** میں فنِ مصوری کی ان روایات کو رومی اور چینی کہہ کر بیان کیا ہے۔۶۳ مغول حملے (۱۲۵۶ء) کے ساتھ ساتھ چینی اثرات زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ ان حملہ آوروں کے ہمراہ چینی ماہرین بھی تھے۔ جن میں مصور اور کاتب بھی تھے، جنھوں نے نہایت آزادی سے ۱۲۵۶ء سے ۱۳۲۴ء تک وسط ایشیا سے ایران تک دور دور تک سفر کیا۔ سمرقند کے حالات میں چینی فن کاروں کا وجود صاف نظر آتا ہے۔ بالخصوص کتاب نویسی میں ان چینیوں کا اثر واضح ہے پھر شہزادگان تیموریہ کے تعلقات چین سے براہ راست نظر آتے ہیں۔ ہندوستان سے محمد تغلق نے بھی ابن بطوطہ کو چین میں اپنا سفیر مقرر کیا تھا۔ اُدھر شاہ رخ مرزا نے ہرات سے خواجہ غیاث الدین مصور کو وہاں اپنا ایلچی بنا کر بھیجا تھا اور اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ ہر اس اہم واقعے کی تصویر بنا کر لائے جو اسے راستے میں پیش آئے۔۶۴ اس طرح مغول، تیموریوں اور صفویوں کے بعد عراق عجم و توران میں تمام ماحول فنِ مصوری سے سرشار نظر آتا ہے۔

بہر کیف یہ مختصر کیفیت اُن عناصر کی ہے جن کے اثرات مسلمانوں کے شعبہ آرٹ بالخصوص مصوری پر پڑے۔ چنانچہ ان عناصر یا غیر مذہبوں کے اثرات کی تاریخ سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آج ہمارے سامنے جو کچھ بھی اسلامی مصوری کا ذخیرہ پیش کیا جاتا ہے اس کا منبع یا سرچشمہ کیا ہے۔ یہ حقیقت میں تصویر پرست مانویوں، آتش پرست ساسانیوں، بے دین تاتاریوں، بودھ پرست چینیوں اور اصنام پرست یونانیوں کے کفر آمیز اور الحاد آئین کلچر اور روایات کا اثر تھا جو مسلمانوں کے ہاں انسانی تصویر کشی کی صورت میں نمودار ہوا۔ مذکورالصدر قوموں میں سے ہر قوم بت گر اور بت پرست تھی اور ظاہر ہے کہ شرِ کل سے جو کچھ بھی اثرات اخذ کیے جائیں گے وہ یقیناً شر ہی پر مبنی ہوں گے اور اگر آج اسلامی آرٹ کے ذخیرہ میں سے ان بے دین گروہوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے اثرات کی پیداوار کو خارج کر دیں تو پھر مذہبی نقطۂ نگاہ سے اسلامی مصوری میں کوئی ناجائز چیز باقی نہیں رہ جاتی۔ اسلام نے انہی شرک آمیز چیزوں سے اپنے دامن کو پاک رکھنے کے لیے ابتدا ہی سے فنِ تعمیر و فنِ مصوری میں اپنا ایک مخصوص طرز ایجاد کیا تھا۔ ملمع سازی، طلاء کاری، پچی کاری، رنگین پھول پتی کے نقوش دلکش ہندسی خطوط اور لطیف طغرائی گلکاری اسلامی آرٹ کا طرۂ امتیاز خیال کی جاتی ہیں بلکہ مسلمانوں نے بعض خصوصی طرز تو ایسے ایجاد کیے جو ہمیشہ کے لیے ان کے نام اور ان کی تہذیب سے وابستہ ہو کر رہ گئے۔ حتیٰ کہ مستشرقین یورپ نے بھی اسلامی آرٹ کی اس عجیب و غریب جدت طرازی یعنی طغرائی شکل کی گلکاری کے لیے ایک خاص لفظ وضع کیا ہے اور عربوں کی مناسبت سے اس کا نام عرابسک (Arabesque) رکھا ہے۔ آج سارا یورپ اسلامی فنِ تعمیر کے ان رنگین بیل بوٹوں کو اسی نام سے پکارتا ہے۔ ۶۵ حقیقتاً تاریخ انسانی میں اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے اس فن کو مذہب و روایات کی پابندیوں سے نکالا اور سارے فن کی از سرِ نو تشکیل کی۔ فن کو صرف آرائش اور زیبائش کے لیے استعمال کیا جو فن کے استعمال کا اصلی مقام ہے۔ ۶۶

دینی حوالے سے فنِ مصوری کے جواز اور عدم جواز کا مطالعہ:

اس میں شبہ نہیں کہ اسلامی معاشروں میں مصوری، فن کا ایک اہم ذریعہ رہی ہے لیکن یہ مسلم معاشرے کا سب سے پیچیدہ اور نازک موضوع ہے کیونکہ اس موضوع کا تعلق عقل و فکر سے کم اور احساسات و جذبات سے زیادہ ہے۔ اس فن کی تائید اور تردید میں دو مکاتبِ فکر پائے جاتے ہیں ایک اس کی حرمت کا قائل ہے دوسرا اس کی تائید میں قدرتی مناظر کی تصویروں کو بنانے اور اپنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ چیز اطاعت الٰہی سے غافل نہ کرے۔ وہ چیزیں اگر اطاعتِ الٰہی سے غافل کریں یا عیش و مستی کی حدود میں داخل ہو جائیں تو ایسی صورت میں مکروہ ہو جائیں گی۔ ۶۷ اسلام ایک حقیقت پسند دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں، جسم، روح، عقل و وجدان سے بحث کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حدودِ اعتدال میں رہتے ہوئے ان تمام کو غذا فراہم کی جائے اور ان کی ضروریات کو آسودگی بخشی جائے۔ یہی اللہ کے بندوں کی صفت ہے۔ ۶۸ یہی وجہ ہے کہ اسلام جمالیاتی حس کو بیدار کرتا اور فنونِ لطیفہ کی تائید کرتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ مفید ہوں ضرر رساں نہ ہوں، تعمیری ہوں تخریبی نہ ہوں۔ ۶۹ جہاں تک مصوری کا تعلق ہے اسلام ہرگز فنِ مصوری کا سرے سے مخالف نہیں بلکہ وہ تو صرف ذی روح کی تصویر کشی کو حرام قرار دیتا ہے تاکہ بت پرستی کی لعنت کا سدِ باب ہو جائے۔ ۷۰ کیونکہ تصویر کی تاریخ بھی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس کا آغاز مذہبی عقیدے اور والہانہ محبت کی وجہ سے ہوا۔ لوگوں نے اپنے اپنے مقتداء اور دینی پیشواؤں کی تصویر صرف یادگار کے طور پر بنائی اور چند ہی قرنوں کے بعد اسی تصویر کی پرستش ہونے لگی۔ لات و عزیٰ و ھبل جو مشہور بت ہیں در حقیقت اپنی قوم کے مقتدا تھے۔ ان کے مرنے کے بعد معتقدین نے تصویروں کے ذریعہ ان کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی کوشش کی اور پھر تعظیم میں تعدی کرتے کرتے عبادت تک پہنچ گئے چونکہ دنیا میں بت پرستی کی اصل تصویر ہے اس لیے کوئی وجہ نہیں تھی کہ تصویر کو جائز رکھا جاتا۔ ۷۱

اب ہم قرآن کی رو سے تصویر کے جواز یا عدم جواز پر بحث کریں گے قرآن حکیم کی رو سے تصویر کشی حرام ہے لیکن

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کلام پاک میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں جو وضاحت کے ساتھ تصویر کشی کو حرام قرار دیتی ہو۔صرف سورۃ المائدہ میں ایک آیت ہے جس کو مخالفینِ تصویر اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں یعنی:

"اے ایمان والوں! شراب، جوا، بت اور پانسے، سب گندے کام ہیں۔ شیطان سے ،سوان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ" (المائدہ:۹۰)

یہی وہ آیت ہے جس کو بعض فقہائے اسلام نے بعد کے قرنوں میں تصویر کی حرمت کے سلسلے میں پیش کیا ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی نظر میں مصوری سے ممانعت کا مقصد بت پرستی سے احتراز تھا۔۲؎

پھر تصویر سے متعلق بے شمار صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ جن میں زیادہ تر حدیثیں تصویر اور تصویر بنانے والوں کی مذمت کرتی ہیں کیونکہ عہد نبوت کا وہ ماحول جو تصویروں اور مجسمہ سازیوں سے بھرا ہوا تھا اس میں زیادہ تر حدیثیں حرمت سے متعلق وارد ہوئی ہیں اور اس سے سخت قسم کی وعید کا پتہ چلتا ہے جن پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔۳؎

۱۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے "قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔" (**مسلم، کتاب اللباس و زینت، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان**)

۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ "جو شخص تصویر بنائے گا اس کو عذاب ہوگا اور اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس تصویر میں جان بھی ڈال مگر وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی مراد ان تصویروں سے تھی جو ذی ارواح کی ہوں۔ (**مسلم، کتاب اللباس و زینت، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان**)

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے اپنے ایک طاق یا الماری کو ایک پردہ سے ڈھانک رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں جب رسول ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: اے عائشہؓ! سب سے زیادہ سخت عذاب میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق کی نقل اتارتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے ہم نے اس کو کاٹ کر غلاف اور تکیے بنا لیے۔ (مسل مسلم، **کتاب اللباس و زینت، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان**)

گویا رسول اکرم ﷺ کا اظہار کراہیت وغصہ بت پرستی کے خطرہ عظیم کو دفع کرنا تھا۔ رہا یہ سوال کہ گدوں اور قالینوں کی تصویروں کی حرمت کیوں نہیں ہے تو اس سلسلے میں حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کھڑی ہوئی تصویروں کو ناجائز سمجھتے اور پامال میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے۔ (فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ) **طبقات ابن سعد** میں ہے کہ حضرت عروہؓ کے بٹن میں آدمیوں کے چہروں کی تصویریں بنی تھیں اور **اسد الغابہ** میں حضرت انس بن مالکؓ کے حالات میں ہے کہ ان کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غزاں کی تصویر بنی تھی۔۴؎

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گوکہ احادیثِ مذکورہ میں سے اوّل الذکر روایات سے عموماً تصویر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور ثانی الذکر سے اجازت ورخصت سمجھی جاتی ہے۔اس تعارض کودور کرنے کے لیے محدثین کی ایک جماعت نے یہ صورت اختیار کی کہ احادیثِ رخصت وجواز کو منسوخ اور احادیثِ حرمت کو ناسخ قرار دیا۔جیسا کہ حافظ ابو بکر حازمی نے اسی صورت کو اختیار فرمایا ہے اور محققین،محدثین وفقہا سب اسی طرف گئے ہیں کہ ناسخ ومنسوخ قرار دینے کی حاجت نہیں بلکہ دونوں قسموں میں باآسانی تطبیق ہو سکتی ہے۔جس کی صورت یہ ہے کہ احادیثِ حرمت اپنی جگہ پر صحیح ہیں اور جن احادیث سے رخصت مفہوم ہوتی ہے وہ عام نہیں بلکہ خاص خاص اقسامِ تصویر کے متعلق ہیں جو احادیثِ حرمت سے مستثنیٰ ہیں۔لہٰذا احادیثِ مذکورہ سے (جن سے بعض تصاویر کی اجازت معلوم ہوتی ہے)تمام امت کے فقہا ومحدثین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تصویر کی مندرجہ ذیل اقسام کا استعمال جائز ہے۔

۱۔ غیر ذی روح چیزوں کی تصاویر جیسے درختوں، پھولوں کی تصاویر، کشتی وسمندر، آسمان اور ستارے اور دوسرے قدرتی مناظر یا مکانات وعمارت کے نقشے،ایسی تصویروں کے بنانے اور اپنانے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ بچوں کی گڑیا جو عموماً مکمل تصاویر نہیں ہوتیں یا بچوں کے کھلونے یا مٹھائی کی بنی ہوئی تصویریں۔

۳۔ جو تصاویر فرش وغیرہ پر بنی ہوئی ہوں جنھیں ہمیشہ پیروں اور جوتوں تلے روندا جاتا ہے۔

۴۔ جن تصاویر کا سر کاٹ کر مٹا دیا جائے۔

۵۔ بہت چھوٹی تصویریں جیسے بٹن یا انگوٹھی پر بنی تصویر، روپیہ پیسہ کی تصویر۔۵۷

۶۔ تصویر اور تصویر بنانے سے متعلق جتنی بھی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس سے مراد وہ تصویریں ہیں جو تراشی جاتی ہیں یا مجسم شکل میں ہوتی ہیں۔

رہا معاملہ ان فوٹو گراف کا جنھیں کیمرہ میں قید کیا جاتا ہے تو یہ ایک نئی چیز ہے جو عہد نبوت اور گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں کے دور میں موجود نہیں تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تصویر اور تصویر سازی سے متعلق جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان کی تطبیق ان فوٹو گراف پر کی جائے گی؟ اس کی بہترین وضاحت مفتی مصر شیخ محمد بخیتؒ نے کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: فوٹو گرافی دراصل اہل صنعت کے نزدیک کچھ معلوم طریقوں کے ذریعہ سایہ کو قید کرنا ہے اس کا تعلق ان تصویروں سے نہیں ہے جن کا بنانا حرام ہے۔اس لیے کہ حرمت کا تعلق ان تصویروں کے بنانے سے ہے۔جن کا اس سے قبل وجود نہ رہا ہو اور جو اس سے پہلے بنائی نہ گئی ہوں اور جس کا مقصد جاندار کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی برابری ہوتی ہے اور کیمرہ کے ذریعہ فوٹو گرافی میں اس طرح کی کوئی بھی چیز نہیں پائی جاتی۔اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خلیجی ممالک کے لوگ ان تصویروں کو عکس اور مصور کو عکاس کہتے ہیں۔۶۷

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ تصویر کی حرمت وحلّت میں اس چیز کا بھی اثر ہوتا ہے جس کی تصویر بنائی جاتی ہے۔مثال کے طور پر کوئی بھی مسلمان ایسی تصویروں کی حرمت میں اختلاف نہیں کرتا جن کا موضوع اسلامی عقائد وتعلیمات کے خلاف ہو۔چنانچہ عورتوں کی عریاں ونیم عریاں تصویر بنانا،نسوانی اور شہوت انگیز مقامات ابھارنا،حرام ہے۔اس کی مثال واضح طور پر آج کل کے رسائل وجرائد اور فلموں میں دیکھی جاسکتی ہے۔اس لیے ایسی تصویریں اور ایسی تصویروں کو بنانا اور ان کی نشر و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اشاعت میں حصہ لینا، آفس و دوکان اور در و دیوار کو ان سے سجانا اور انہیں نظر بھر کے دیکھنا حرام ہے۔۷ے

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بات یقینی طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلام انسان و حیوان کی تصویر خاص طور سے مجسم تصویروں کو خوش آئند نظروں سے نہیں دیکھتا۔ اس لیے کہ اس کا مزاج تجریدی ہے جو عقیدہ توحید سے ہم آہنگ اور بت پرستی سے دور ہے۔ تاہم تاریخِ اسلام کے ابتدائی دور میں جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے غیر مذاہب کے اثرات کی وجہ سے ایک مخصوص و محدود دائرے میں عمارتوں کی دیواروں پر جانداروں کی تصویریں بنائی گئیں۔ چنانچہ قصر عامرہ اور سامرا وغیرہ میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ پھر اہلِ ہند و ایران کے ہاتھوں تصویر کے فن نے اور جلا پائی۔ البتہ تحریم یا کراہیت کی بدولت مسلمانوں کے ہاں تصویر مذہبی زندگی کا ایک عنصر نہیں بننے پائی۔ چنانچہ قرآن مجید کو اور مذہبی عمارتوں مثلاً مسجدوں اور مقبروں کو تصویروں سے الگ رکھا گیا۔ اس کے خلاف شاید ہی شاذ و نادر ہی مثالیں مل سکیں۔ اس کے بجائے مسلمانوں نے اس نقاشی اور صنعت گری میں مہارت پیدا کی، جس کا تعلق جانداروں کی تصویر و تمثیل سے نہیں۔ چنانچہ فنِ تعمیر، عمارتوں کی آرائش، تحائف و ھدایا پر نباتات کی تصویریں اور ہندسی شکلیں بنانے میں مسلمان یگانہ روزگار تھے۔ ان کی کوتاہ دستی صرف بت تراشی میں نظر آتی ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ فن آگے چل کر کسی وقت بت پرستی کی ترغیب و تحریص کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ چنانچہ مجسمہ سازی وغیرہ میں ان کے اندر کوئی یکتائے روزگار دکھائی نہیں دیتا اور نہ اس کا رواج ہوا ۸ے تاہم انھوں نے خطاطی (کیلی گرافی) نقاشی اور آرائش میں تجریدی پہلو ایجاد کیا۔ اسلام سے قبل تجریدی فن کا کوئی وجود نہ تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ فن میں تخیل آرائی، تجریدی فکر اور تخلیقی پہلو کا اضافہ صرف مسلمانوں کا ہی حصہ ہے۔ مسلمانوں نے خطاطی اور جیومیٹری اشکال کے ذریعے تجریدی آرٹ کو از حد ترقی دی جو آرٹ دورِ جدید کا روحِ رواں ہے۔۹ے

❁ ❁ ❁

حوالہ جات:

۱ے تاثیر، ایم ڈی، مصوری، مشمولہ: مصوری میں قدیم اور جدید رجحانات، مرتبہ: شفیع عقیل، اکادمی بازیافت، کراچی، مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۷۳۔

۲ے ہاشمی، سلیمہ، مصوری اور معاشرہ، مشمولہ: فنِ مصوری، مرتبہ: شیما مجید، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۴۷۔

۳ے تاثیر، ایم ڈی، مصوری، ص ۷۳۔ ۴ے ایضاً۔

۵ے صفدر، صفی، مصوری کی ابتدا، مشمولہ: فنِ مصوری، مرتبہ: شیما مجید، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۴۵، ۴۶۔

۶ے ہاشمی، سلیمہ، مصوری اور معاشرہ، ص ۴۷۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۷۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، مشمولہ: فنِ مصوری، مرتبہ: شیما مجید، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۹۱۔

۸۔ شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، مشمولہ: ماہنامہ برہان، جلد ۱۱، شمارہ ۳، ندوۃ المصنفین، دہلی، اگست ۱۹۴۳ء، ص ۱۲۷۔

۹۔ ایضاً، جلد ۱۱، شمارہ ۴، اکتوبر ۱۹۴۳ء، ص ۲۷۳۔

۱۰۔ یوسف القرضاوی، اسلام اور فنونِ لطیفہ، مترجم: محمد شاہد خان ندوی، نشریات، لاہور، سن ندارد، ص ۹۷۔

۱۱۔ شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، جلد ۱۱، شمارہ ۶، ستمبر ۱۹۴۳ء، ص ۲۱۱۔

۱۲۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص ۹۱۔

۱۳۔ حسین، مارجری، آرٹ کے مختلف پہلو، ترجمہ: شہاب الدین شہاب، اوکسفورڈ پریس، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۹۔

۱۴۔ *New Standard Encyclopedia*, Ferguson Publishing Company, Chicago, vol.13, p: 23.

۱۵۔ امین الرحمٰن، مصوری میں کلا سیکیت، مشمولہ: فنِ مصوری، مرتبہ: شیما مجید، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۸۰۔

۱۶۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص ۹۴۔

۱۷۔ *New Standard Encyclopedia*, p: 24.

۱۸۔ حسین، مارجری، آرٹ کے مختلف پہلو، ص ۱۳۲۔

۱۹۔ *New Standard Encyclopedia*, p: 24.

۲۰۔ حسین، مارجری، آرٹ کے مختلف پہلو، ص ۱۳۲۔

۲۱۔ مثلاً، بالکل ہی ابتدائی مصوروں نے جو ایک سب سے اہم جدت یا اضافہ کیا، وہ تھی ''اسپیس'' *Space* کی ترتیب، اس کے علاوہ اس دور میں تشکیل اور کمپوزیشن کے متعلق نئے نئے تصورات ابھرنے لگے۔ ابنِ حنیف، مصر کی قدیم مصوری، مشمولہ: مصوری میں قدیم اور جدید رجحانات، مرتبہ: شفیع عقیل، اکادمی بازیافت، کراچی، مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۷۰۔

۲۲۔ حسین، مارجری، آرٹ کے مختلف پہلو، ص ۱۳۴۔

۲۳۔ ابنِ حبار ایک عربی تاجر نویں صدی عیسوی میں بیان کرتا ہے کہ وہ تجارتی غرض سے چین پہنچا۔ وہاں کے بادشاہ سے ملاقات کی۔ دورانِ گفتگو میں بادشاہ نے دریافت کیا؟ کیا تم حضرت محمد (ﷺ) کی تصویر دیکھنا چاہتے ہو، اور اس کے بعد ان کے حکم کے بموجب ایک درباری تصویروں سے بھرا ہوا ایک بکس سامنے لایا۔ ان تصویروں میں تقریباً ان تمام مشہور انبیاء کی تصاویر موجود تھیں، جس کا ذکر انجیل، تورات اور قرآن میں آیا ہے، مثلاً نوح علیہ السلام اور ان کی کشتی کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تصویر، یا موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی تصویر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے گدھے اور ان کے حواریوں کی تصویر اور رسول کریم ﷺ کی بھی تصویر موجود تھی۔ تصویر میں آپؐ اونٹ پر سوار صحابہ کرامؓ کے ساتھ دکھائے گئے تھے۔"
شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، جلد۱۱، شمارہ۴، اکتوبر۱۹۴۳ء، ص۲۸۴، ۲۸۵۔

۲۴۔ جس پر ڈاکٹر سرارل سٹائین نے اپنی انتھک مساعی جمیلہ سے روشنی ڈالی ہے اور ایک ضخیم کتاب "ہزار بدھ" کے نام سے شائع کی۔ جس کو تیسری صدی عیسوی سے لے کر آٹھویں صدی تک منسوب کیا جاتا ہے۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص۹۴۔

۲۵۔ اسمتھ، وی، اے، قدیم تاریخ ھند، ترجمہ: محمد جمیل الرحمٰن، تخلیقات، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص۱۹۔

۲۶۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، محولہ بالا، ص۹۵۔

۲۷۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مصوری (فن تصویر)، مشمولہ: اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جلد۱۵، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص۶۳۸، ۶۳۹۔

۲۸۔ ڈیمنڈ، ایم۔ ایس، مسلمانوں کے فنون، ترجمہ: شیخ عنایت اللہ، پنجابی ادبی اکیڈمی، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص۶۵۔

۲۹۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مصوری (فن تصویر)، ص۶۳۹۔

۳۰۔ شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، جلد۱۱، شمارہ۴، اکتوبر۱۹۴۳ء، ص۲۸۱۔

۳۱۔ صادقین، ھندوستانی مصوری، مشمولہ: مصوری میں قدیم اور جدید رجحانات، مرتبہ: شفیع عقیل، اکادمی بازیافت، کراچی، مارچ ۲۰۱۲ء، ص۱۳۴، ۱۳۵۔

۳۲۔ شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، جلد۱۱، شمارہ۲، اگست۱۹۴۳ء، ص۱۳۶۔

۳۳۔ ایضاً، ص۱۳۶، ۱۳۷۔ ۳۴۔ صادقین، ھندوستانی مصوری، ص۱۳۵۔

۳۵۔ ایضاً، ص۱۳۵، ۱۳۶۔

۳۶۔ فاروقی، انیس، ھندوستانی مصوری۔ ایک خاکہ، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، سن ندارد، ص۱۳۔

۳۷۔ صادقین، ھندوستانی مصوری، ص۱۳۶۔

۳۸۔ فنونِ لطیفہ میں مصوری، بت تراشی، تعمیرات اور موسیقی شامل ہیں۔

۳۹۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص۹۵، ۹۷۔

۴۰۔ کونل، ارنسٹ، اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مترجم: غلام طیب، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص۱۱۔

۴۱۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص۹۸۔

۴۲۔ شیرازی، سید جمال حسن، مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری، جلد۱۱، شمارہ۲، اگست۱۹۴۳ء، ص۱۳۷۔

۴۳۔ چغتائی، محمد عبداللہ، مسلمانوں میں مصوری کا ارتقا، ص۹۶۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۴۴۔ ایضاً،ص۹۹۔ ۴۵۔ ایضاً،ص۹۸،۹۷۔

۴۶۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصوری (فنِ تصویر)،ص۶۳۱۔

۴۷۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مسلمانوں میں مصوّری کاارتقا،ص۹۸۔

۴۸۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اوراسلام میں مصوّری،جلد۱۱،شمارہ۴،اکتوبر۱۹۴۳ء،ص۲۷۴،۲۷۵۔

۴۹۔ ایضاً،ص۲۷۷۔ ۵۰۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصوّری ،ص۶۳۳۔

۵۱۔ دانی،احمد حسن،مصوری اور نقاشی میں اسلامی فکر ،مشمولہ:فن مصوری ،مرتبہ:شیما مجید، پاکستان رائٹرز کوآپریٹوسوسائٹی،لاہور، ۲۰۰۵ء،ص۱۲۹۔

۵۲۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصوری (فنِ تصویر)،ص۶۳۳،۶۳۴۔

۵۳۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اوراسلام میں مصوّری،جلد۱۱،شمارہ۴،اکتوبر۱۹۴۳ء،ص۲۷۷۔

۵۴۔ دانی،احمد حسن،مصوّری اور نقاشی میں اسلامی فکر،ص۱۲۹،۱۳۰۔

۵۵۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصوری،جلد۱۱،شمارہ۴،اکتوبر۱۹۴۳ء،ص۲۷۹۔

۵۶۔ ایضاً،ص۲۸۰۔ ۵۷۔ ایضاً۔

۵۸۔ ایضاً،ص۲۸۰،۲۸۱۔ ۵۹۔ ایضاً،ص۲۸۱۔

۶۰۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصّوری (فنِ تصویر)،ص۶۷۵۔ ۶۱۔ ایضاً،ص۶۷۶۔

۶۲۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اوراسلام میں مصّوری،جلد۱۱،شمارہ۴،اکتوبر۱۹۴۳ء،ص۲۸۲۔

۶۳۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصّوری (فنِ تصویر)،ص۶۷۶۔ ۶۴۔ ایضاً۔

۶۵۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اوراسلام میں مصوری،جلد۱۱،شمارہ۴،اکتوبر۱۹۴۳ء،ص۲۸۶۔

۶۶۔ ایضاً،ص۲۸۶،۲۸۷۔ ۶۷۔ یوسف القرضاوی،اسلام اور فنون لطیفہ،ص۹۴۔

۶۸۔ ایضاً،ص۲۰۔ ۶۹۔ ایضاً،ص۱۶۔

۷۰۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اوراسلام میں مصوری،جلد۱۱،شمارہ۲،اگست۱۹۴۳ء،ص۱۲۸۔

۷۱۔ ایضاً،ص۱۳۶،۱۳۷۔ ۷۲۔ ایضاً،ص۱۳۵۔

۷۳۔ یوسف القرضاوی،اسلام اور فنونِ لطیفہ،ص۸۴۔

۷۴۔ شیرازی،سید جمال حسن،مستشرقینِ یورپ اور اسلام میں مصّوری،جلد۱۱،شمارہ۴،اگست۱۹۴۳ء،ص۱۲۹،۱۳۳۔

۷۵۔ ایضاً،ص۱۳۴،۱۳۵۔ ۷۶۔ یوسف القرضاوی،اسلام اور فنونِ لطیفہ،ص۸۹،۹۱۔

۷۷۔ ایضاً،ص۹۱،۹۲۔ ۷۸۔ چغتائی،محمد عبداللہ،مصّوری،ص۶۳۱۔

۷۹۔ دانی،احمد حسن،مصّوری اور نقاشی میں اسلامی فکر،ص۱۲۸۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مستشرقین اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ

زیبا افتخار ☆

اہل علم، اصحاب تقویٰ وورع اور یگانہ روزگار شخصیات بلاشبہ اس اعزاز کی مستحق ہوتی ہیں کہ ان کے اخلاف، ان کی علمی، تحقیقی، اصلاحی نقوش کو منظم اور مرتب کر کے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر دیں۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھی ایسی ہی یگانہ روزگار شخصیات میں شامل ہیں کہ جن کا کثیر الجہتی علم، فہم وفراست اور بالخصوص ان کی زبان دانی کا زمانہ ایک عرصے تک معترف رہے گا۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا تعلق حیدر آباد دکن کے ایک نہایت علمی گھرانے سے تھا۔جس دور میں آپ کی ولادت ہوئی (۱۹ فروری ۱۹۰۸ء) وہ برصغیر پر انگریزوں کے مکمل تسلط کا دور تھا۔عملاً نصف صدی قبل مغل حکمرانوں کا زوال ہو چکا تھا اور یہ تمام کا تمام عہد مسلمانوں کے لئے شدید ذہنی اور جسمانی اذیت کا دور تھا، البتہ ایک مثبت پہلو یہ تھا کہ جب حمید اللہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہو چکی تھی، دو سال قبل ہی (۱۹۰۶ء) مسلم لیگ کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور آزادی کی جدوجہد کو ایک سیاسی پلیٹ فارم مل چکا تھا، آزادی کی جنگ ہر میدان میں لڑی گئی اور یہی وقت کی اہم ضرورت بھی تھی۔

علمی میدان میں سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، جسٹس امیر علی، سید سلیمان ندوی جیسی قد آور شخصیات سامنے آئیں جنھوں نے اپنے قلم سے بھر پور کام لیا، ڈاکٹر حمید اللہ بھی اسی میدان کے شہسوار نکلے چنانچہ علم کے حصول میں منہمک ہو گئے تعلیم کے حصول اور علم کی تلاش میں ملک ملک پھرے۔ ۱ ۱۹۳۵ میں وطن واپس آئے تو ڈی۔فل اور ڈی۔لٹ جیسی اعلیٰ اسناد حاصل کر چکے تھے۔واپس آ کر جامعہ عثمانیہ میں، جو آپ کی مادر علمی بھی تھی، تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، اور ساتھ ہی تصانیف اور تراجم کا کام باقاعدگی سے جاری رکھا۔آپ جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۴۸ء تک وابستہ رہے، اس دوران آزادی کی تحریک کا نتیجہ پاکستان اور ہندوستان کی صورت میں سامنے آ چکا تھا البتہ آپ کی آبائی ریاست حیدر آباد دکن ابھی بھی اپنی پرانی حیثیت پر قائم تھی۔حیدر آباد دکن نے آزاد حیثیت میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا جسے آگے چل کر بھارتی جارحیت نے ناکام بنا دیا۔حیدر آباد دکن کی

☆ ڈاکٹر زیبا افتخار، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com